
REGISTERED No 783
۱۹۳۱ء
1931
LUCKNOW
OUDHPUNCH
1931
M.B. KHAN ARTIST LUCKNOW

توجہ

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ [illegible] کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل [illegible] ہوتا ہے۔ وہ [illegible] کی [illegible] کریں۔ اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر شکوہ نہ کیجئے۔ نہ [illegible] کی کمی پر توجہ [illegible] بلکہ افادات کی جدت [illegible] چھپے [illegible] نکات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر کیجیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے پرچے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ہوگا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ [illegible] سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بانٹنے کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اس کی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہ ہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہٰذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو جب وقت کے اندر تین روپیہ بھیج کر آپ مستقل خریدار [illegible] کر ایک سال تک پڑھ سکتے ہیں۔ ورنہ [illegible] بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروا لیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں۔ مذہب یا ناداری یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف تہذیب ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں کہاں غائب ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے تعقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے [illegible] نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہٰذا ہمارا تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اس کا جواب نہ ملا تو زیادہ [illegible] کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا جب تجدید خریداری منظور ہو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب لکھنا چاہیے جس کی [illegible] رسید ڈاکخانہ سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے [illegible] منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے ان کے متعلق خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے [illegible]

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہ ہوں گے وہ شائع نہ ہوں گے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تضحیک ان میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریداری میں آئیں خط وغیرہ اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھا کیجیے کہ ان کے نام کی جانچ پڑتال [illegible] ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

وعدہ کا جو ہاند تو دستگیری فرمانا نہیں جو پڑا ہوتا ہے۔ الکی بیں یہ صفت ہے کہ جو کوئی اس کی کے سپلٹ ہو جاتی ہے سپلٹ ہو جانے کے بعد سے حلق ہے وہ ما تکا کا ہو جاتا ہے۔ کونسل گھر میں عوام کی نیابت پر حکومت کی نیابت کچھ ایسا کچھ مضا غالب ہے لہذا یہ دو آنتوں کا کمروں کی مار جیرا خندہ دندان نما آنہ کا چہرہ جو دوسرے پر دان رکھتا ہے

ایک دو سرے سے وصل ہو جاتے ہیں تو دو پڑے کے غول بیابان سرو شعلہ دہن کی طرح چہرے کو شنے کا مضحک تماشا شروع کر دیتے ہیں بس یہ معلوم ہوتا ہے کہ روش میں کوئی ڈبکیاں لے رہا ہو۔ اب یا تو جبرا انکال کے وہاں ویرانی کا راز کھول دیجیے یا لوگوں کو اس حسن ظن میں مبتلا رہنے دیجیے کہ آپ علوا سوہن کا دل زادہ

کونسل گھر با عتبار صورت نہ سہی با عتبار معنی ہی ان دونوں معانی کا ترجمان ہے۔ کیوں ہے۔ واہ! اے حضرت جھکوئی "دو میں میں" کی آواز نکالے وہ بکری نہیں تو کون ہے۔ دفعہ ۳ کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی رو سے جبکہ استا پامال ہو جائے اور اسے معنی کا اقرار کرنا پڑے کہ میں حضور میں تو آپ کی نوکری ہوں۔ قربان جاؤں رحم کیجیے " وہ کنیز نہیں تو کیا ہے؟ مخرہ " آزاد ہے؟ آنہ کا



ایک چھپٹے میں دو دو غائب!؟

ایک طرف تو چار پیسے والے یہاں مع جو کے سینے بنے گپ اڑاتے اور اپنے زعم ناقص میں عوام کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں دوسری طرف اگر حکومت نے خاص اختیارات کے برتے پر انکے بنائے ہوئے قانون کو ردی کی طرح توم کے رکھ دیا تو کھسیانی بنسی ہنسنا ان کا منصبی فرض سمجھیے۔ ہم سے پوچھیے تو یہاں کا کونسل گھر انگلستانی چار پیسے والوں کی پارلیمنٹ کا شیر چھا نا ہے جنھیں بحث و اتفاق کے چار کے دیے ہیں عقل دی ہے حکومت دی ہے تو سیت سے فرادا سے اتحاد کی برکت عنایت فرمائی ہے اختیار و نفوذ جن کی دولت سے مالا مال ہیں انھیں مسکرانا یا منہ چڑانا گوشت دکھا نا زیب دیتا ہے۔ یہاں کے چار پیسے والے مرف عوام پر فوقیت جتانے اور صاحبان اختیار یا اپنے سے بالا دست

اطلاق نا قہ اور قمچی ایک بھی ہوتا ہے اور کونسل گھر میں شتر اقامت لیے لیے دل رکھنے والے مخلوق کی کثرت ہوتی ہے۔ وجہ یہ کہ سپاہ کے تلے نہیں آ سکتا ہے دیکھے ہیں۔ اس اعتبار سے بھی ایک آنہ والے ٹکٹ پر کونسل کی تصویر خاص معنویت کی حامل ہے۔ ماسوا اسکے اردو میں دو آنہ کا تلفظ لا تا پیج مل بھی ہے مگر انگریزی میں مقدم ہے۔ ہمارے دوست لارڈ ارون کی شاعری دیکھیے کہ انھوں نے اس تا پیج مل کو ایک بامعنی ہونے کے باوجود معنی بنا دیا یعنی آنہ اور کونسل خانہ ایک ہی جگہ جمع کر دیا۔ اب چاہے آنہ کو مسل سمجھیے چاہے با معنی دونوں طرح مطلب حاصل۔ اسکے علاوہ اس گھر کی آنہ کی مناسبت بھی ثابت ہوتی ہے اسکا کر آنہ آنہ کرا لٹا دیکھیے الٹ کرتے

اصحاب کے سامنے گردن جھکا کے جی ہی جی کرنے کے سوا اور کچھ نہیں رکھتے۔ ہی کر سکتے ہیں مثنو چھا نہ قدرتی چیزے کی جنس اور ہے مصنوعی چیزے کی اور جو قدرتی چیز ابر بہر چہا سکتا ہے وہ مصنوعی چیزے کو چیڑی علوا سوہن کھلا کے [illegible] والا شہد جیب اور دو نیچے کے دو دانت علوا سوہن کی تعریف کی بدولت

ہیں اگرچہ ایک چہرہ سا کھرا شیشے میں رکھنے کے لائق ہیں تاہم دکھاؤ کو نہ لال نہ کھاؤ کو نہ لال "
اسکے علاوہ دو آنہ " کا صحیح املا انگریزی میں ANNA ڈبل این " ہے جو ڈبل این قائم مقام ہے دو شند کا پس اسکا صحیح تلفظ آنہ ہوا یہ عنا عربی الاصل ہے جسکے دو معنی ہیں ما بکری (۲) کنیز۔ سچ پوچھیے تو

بھی باہیں طور کہ " آنہ " ہے۔
اللہ رکھے دوست اردن تمھیں یا اللہ رسیل شاعری میں تم استاد زمانہ اور فن یگانہ ہو ہم تو قائل ہو گئے۔
اب ذرا ہی توجہ فرمایئے دو آنے والے ٹکٹ پر وائسرائے کی جگہ وائسرائے کی بجائے ہمیشہ کونسلوں کی رسم پر دو چہرے کی

سبقت سے فائق ہے۔ لہٰذا سکن بھی اسکا کونسل
پر بھی شیئر سے فائق بنا چاہیے۔ اگر کل حساب کا
کچا چٹھا سامنے ہوتا تو ہم حساب جوڑ کے بتا دیتے
کہ بہ حیثیت حضرت ونیبر ے اور انکے حوالی موالی پر
کتنی آمدنی کا بڑا حصہ صرف ہو جاتا ہوگا اور [illegible]
مذاق سفر کے مصارف۔ تو بھی ہم تمام بوسب
بل چل کے حقیقۃً اضافہ ہو [illegible] آنے کے
سے بیٹھے ہوں تو عجب نہیں۔ سچ پوچھیے تو ان میں سے
ایک ضرورۃً مقبول ہے یعنی [illegible] کونسل ہے جو
دست بالبستہ کنیز یا [illegible] کے دو روپے کے
چاند سے زیادہ مرتبہ رکھتی ہے اور [illegible]
جو سیر ہانے گھر [illegible] کے فرض ادا کا مجبور ہے اور
بہتر کا غذوں پر دستخط کرے۔ [illegible] اصلاح
فقط مسئلہ دراصل [illegible] کو ترجیح دینا ہو یعنی جب دو
معصیتیں ایک وقت داخل ہوں اور ایک کے اختیار
کیے بغیر کام نہ چلے تو جس میں کمتر قباحت ہو اسے اختیار
کر لینا چاہیے۔ [illegible] ایک خود مختار لیبر ہے

ملک کشمیر کے تحفے

[illegible] [illegible] [illegible] پرانی جیر
فی تولہ [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] ست گلاب اصلی
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اصلی [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
زعفران اصلی [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
فی تولہ [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] کریں مفصل نرخ نامہ
طلب کریں۔

المشتہر [illegible] بند والے [illegible]
[illegible] جموں کشمیر (دوکان [illegible])

جو پانچ برس تنگ نہیں کرتے [illegible]
[illegible] آنے روپے [illegible] حکومت کرے۔ بوٹ [illegible]
نوکری اور [illegible] کرا دار کرتے ہیں کیوں؟ یہی کہ
ان کا عہدہ [illegible] قرار دیا گیا ہے کہ روپیہ [illegible]
صرف ہے [illegible] کالونی [illegible]
اب [illegible] اور [illegible] غریب
ہندوستان پر [illegible] کرتا ہے۔ اور [illegible] ایک [illegible]
تین کا [illegible] بڑھ گیا۔ پھر بھی [illegible]
قوم کچھ [illegible] رکھتی ہے۔ کونسل میں کچھ ہوتا ہے [illegible]
صاحب کچھ ارشاد فرماتے ہیں۔ اس تین تیرہ اور تین
پانچ کا اصل [illegible] آنہ [illegible] سکریٹری [illegible]
پڑتا ہے لہٰذا تین آنے کے ٹکٹ پر سکریٹری کی
عمارت کا نقشہ بالکل با معنی اور برمحل ہے۔

خاتمہ کا بند اور [illegible] تجویز ایک پیسہ والے
ٹکٹ کی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ نئی دہلی کے نئے
حکومت خانے کے واسطے ایک نئی بات نے جنم لیا اور
نئی بستیوں کے [illegible] نے [illegible]
دہلی روانہ کیے۔ یہ ستون قطب کی لاٹ (دہلی) [illegible]
طلائی کی پہچان [illegible] (واقع شام) سے
زیادہ عجیب غریب ہیں اور نہایت فخر کے ساتھ عمارت
میں نصب کیے گئے ہیں۔ یہ عمرو [illegible] بھلا حکومت ہند
کیوں نہ پسند کرتی۔ ہندوستان کے نئے [illegible]
پیدا ہوئے۔ جب [illegible] عشق کے رکن [illegible] کو
[illegible] اہمیت حاصل ہے۔ ذرا [illegible]

پیام کا عید نمبر

پیام کا عید نمبر نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع ہوگا
جس میں علاوہ مختلف دلچسپ مضامین کو
[illegible] رنگین تصویریں اور
[illegible] شائع ہوں گے۔ یہ نمبر
بڑی تعداد میں شائع ہوگا تاجر حضرات کے
لئے اپنی تجارت کو فروغ دینے کا یہ زریں
موقع ہے۔

منیجر پیام [illegible] اسٹریٹ کلکتہ

[illegible] انگریزی حکومت کی [illegible]
آزمائے [illegible] ہیں [illegible]
کی کسی حالت میں اسکی [illegible] ہو سکتی تھی
ہندوستان روپیہ بھلا [illegible] مگر [illegible] کا
ہم [illegible] ہیں یہ [illegible]
گرو گئے۔

سید انشاء اللہ خاں انشاء مرحوم کا ایک شعر ہے

قفلیاں جو ہر طرح کی [illegible]
اسکے یہ معنی کہ [illegible] تمہارا [illegible]

اسکو اب یوں بدل دیجیے

چار ستون کے [illegible]
اسکے یہ معنی کہ [illegible] تمہارا [illegible]

پرانے قلعہ کی [illegible] کے برابر وقت ہے کہ [illegible] کی
دو پیسہ کے برابر [illegible] مشہور ہے [illegible] بہت ہے
یہاں ایک [illegible] چار [illegible] ہیں بھلا انکے احسان کی
گرانی کا پوچھنا ہی کیا ہو سکتا ہے

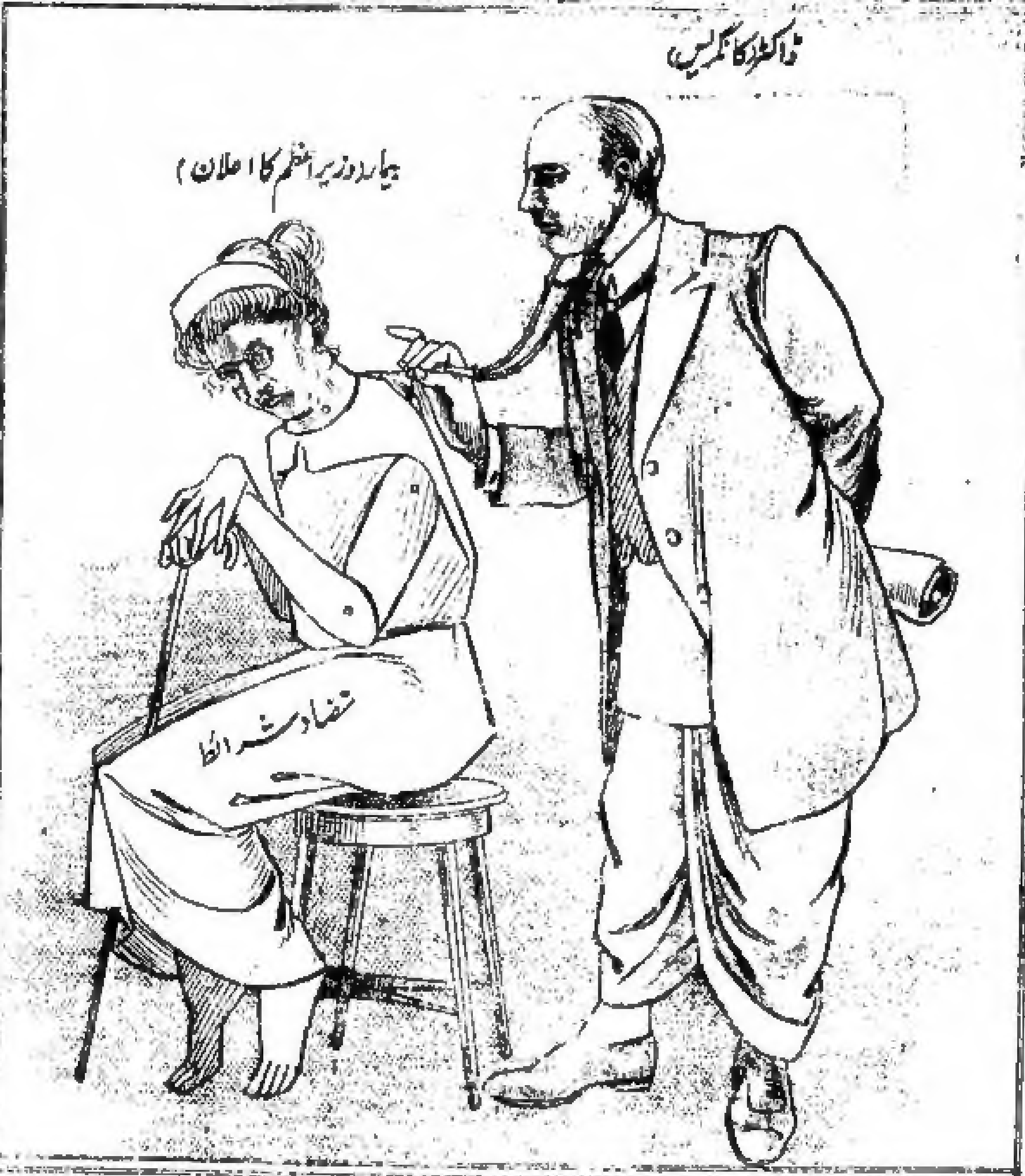
[illegible] [illegible] ہیں بہت لے
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] ہیں کہ [illegible] یہاں بھی [illegible]

چار روپیہ میں قریباً ساڑھے چار ہزار صفحات

پارس [illegible] صفحات [illegible]
[illegible] ہر سال [illegible] صفحات کے برابر
ہوتے ہیں۔ [illegible] کتاب صرف چار روپیہ میں [illegible]
[illegible] معاشرتی
[illegible] با اضافہ [illegible] دلچسپ
مضامین [illegible] ہیں۔

پارس [illegible] آپ کی [illegible]
[illegible] مستقل [illegible]
[illegible] ہندوستان [illegible]
[illegible]
[illegible] ایک [illegible] طلب کیجیے۔

پتہ
منیجر پارس لاہور



"واہ! اس سانس سے تو ڈاکٹر صاحب، تشنج کے ساتھ غذا کی کمی معلوم ہوتی ہے۔ آپ میں کچھ محسوس نہیں ہوتا؟"



گر نسیم تنت صبح بہ چمن بگذشت
کہ گل از بوی تو بر تن چو صبح جامہ درید
اصغر علی محمد علی تاجران عطر

...ہندوستانیوں سے یہ پوچھے بھی کہ آخر ہمیں یہاں کا بھی بوجھ سر پر اٹھانے کی ضرورت ہی کیا تھی جبکہ انکے معاملات میں بھی ہندوستانیوں کی قدر و منزلت اتنی بھی نہ تھی جتنی کہ غالب نے اپنے اس شعر میں بیان کی ہے۔

قدر سنگ سر رہ رکھتا ہوں
سخت ارزاں ہے گرانی میری

سنگ سر رہ ٹھوکریں کھا کے بھی جس کا تماشہ رہتا ہے ہم وہ ہیں کہ اپنی کمائی اپنی زمینوں کے حق سے محروم اور سکولوں سے خارج کیے جا رہے ہیں۔ نوآبادی والے جن کے زیر ہاں تک انتظام کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا برخلاف اسکے خود ہمارے آبائی وطن میں تجارتی آزادی اور یوروپین امتیازات سے بہرہ یاب ہوا کرتے ہیں۔ ان ستم زدوں کی آہ و قبول میں اہل جنوب سے انتصراب نہ کیے جانے کی بھی کوئی فکر ہے۔ اگر سنگ خوردن کی نوبت پہنچ گئی ہے تو اپنا گھر کیا کم ہے ؎

کیا بھلا شیخ جی تھے دیر میں تھوڑے پتھر
جو چلے کعبہ میں تم ڈھونڈنے ڈھونڈنے پتھر

حضرت غالب نے بھی جو ارشاد کیا تھا جسے بعد تصرف یوں پڑھنا چاہیے ؎

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو

ارے اس میں ہندوستانیوں کی ہنسی نہ بچائیے کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا کی مثل اصل ہو جائے۔

آدھی اینٹ کی حکایت اودھ پنچ کے نمبر صاحب بیان کرتے ہیں کہ کانپور کے ضلع میں ایک گاؤں بھانڈوں سے آباد ہے۔ گاؤں کے اطراف میں ہندو زمیندار رہتے ہیں اور بھانڈ ہیں مسلمان۔ ہندوؤں نے جو کنویں بنوائے تھے جن پر تصرف کا حق مسلمان بھانڈوں کو نہ تھا۔ بیچارے کچے کنویں کا پانی پیتے تھے۔ اتفاقاً ایک صاحب نے بھانڈستان کے قریب کنواں بنوانا شروع کیا۔ ڈبل لکھوری اینٹوں کی جوڑائی کا کام کھلا گرو سے جانے لگا جب کنواں حاصل تیار ہو گیا تو بھانڈوں سے صبر نہ ہوا ٹھاٹھ لگ گئے میں ڈال کے مہاجن کے دروازے پر وارد ہوئے۔

ہمیشہ وخیر سے ہمانی مبارک باشد
لالہ صاحب چلے ہیں یہ دوان مبارک باشد

آنکی اطلاع ملتے ہی حسب جون لالہ کان پر بیٹھے تھے لالہ گھبرا کے گھر سے باہر نکلے جانے کا اور ہم پہلے ہوئے دیکھ نہیں سرکار نے کنواں بنوایا ہے ثواب کا کام کیا گویا پانی پی کے دعائیں دیں گے۔ واسطے خوبی کہ کنواں سدا جاری رہے۔ میری بھی ایک عرض سن لو یہ کہا اور ایک آدھی اینٹ بغل میں دبی ہوئی تھی نکالی کہ اسے بھی کنویں میں لگا دو۔ ہم گنہگار بھی ثواب کے پیاسے ہیں کیا کریں اتنا مقدور نہیں۔ کہتے سلیمان کی دعوت میں چیونٹی نے ٹڈی کی ٹانگ سے کی تھی ہم آدھی اینٹ پیش کرتے ہیں ؎

الٰہی ہمت تو بیدار بادا
ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ
بچشم دشمنانت خار بادا

لالہ نے اجازت دے دی کہ ہاں کون ہرج ہے لگا دو۔ وہ آدھی اینٹ بھانڈوں نے کنویں میں لگا دی۔ اینٹ کے جڑ جاتے ہی ہوگیا ٹھنڈا ہونے لگا کہ آپ نے سنا اس کنویں میں آدھی اینٹ کے ہم بھی شریک ہیں۔ لالہ نے اینٹ رکھوائی اس سے منظور آدھی اینٹ ہماری بھی اس کنویں میں ہے دیکھیں کیسا بھاگوان کنواں ہوتا ہے جو پانی پیتے پیتے روٹ جائے گا دور دور تک آدھی اینٹ کا چرچا ہوا۔ دو مہینے میں کنواں تیار ہوگیا تیاری کی خبر پاتے ہی عین افتتاحی صبح کو دو درجن بھانڈ ٹھنڈا کھوے ٹوٹے ہاتھ میں لیے کنویں کی جگت کے گرد نصف دائرے کی شکل میں کھڑے ہوئے۔ لالہ نے جو یہ نئی فوج دیکھی تو سبب پوچھا۔ تم لوگ کاہے کو یہاں جمع ہو؟ بھانڈوں نے جواب دیا جناب ہمارا حق ہے آدھی اینٹ کے تم پانی بھرو آدھی دور میں ہم آپ دست ہیں۔ لالہ کو کنویں کے ناپاک ہونے کا اندیشہ تھا جھٹ کو جنسا کی پچھڑی دو رشتی سے کہہ دیا جاؤ جیو اور کنویں کے پاس نہ آنا۔ یہ سنا تھا بھانڈ آگے بڑھا۔ تھانے کی صفا لگ گئے یہ عرض کی کہ لالہ تم اپنے کنویں کے حقدار نہیں ہو آدھی اینٹ قربان جائیں ہماری بھی تو ہے۔ لالہ کے کان کھڑے ہوئے مختصر یہ کہ حقیقت کا مقدمہ کچہری تک پہنچا۔ گواہوں نے گواہی دی کہ لالہ صاحب اس کنویں میں آدھی اینٹ بھانڈوں کی بھی ہے لالہ صاحب نے خود بھی اقرار کیا۔ یہ معاملہ مبہم رہا کہ صرف ایک اینٹ کا نصف حصہ بھانڈوں نے لگایا تھا یا مجموعی اینٹوں کی نصف تعداد؟ یہی اینٹ کا اطلاق واحد اور جمع دونوں پر یکساں ہو۔ حاکم صاحب بھی نہ سمجھے کہ یہ نیوتہ ہاری کا سا تھا۔ یہ مقدمہ طے ہوگیا کہ بھانڈ بھی اس کنویں سے پانی لینے کے مستحق ہیں۔ فیصلہ ہوتے ہی بھانڈوں نے جگت سے کہ نصف دور میں ہاتھ کھول کھول کر آدھ ست بازی آغاز کر دی۔ سبحان اللہ ہے رام رام تھو، کہتے کنواں کشف ہوا۔ پورا کنواں بھانڈوں کے تصرف میں آگیا اور آج تک ہے۔

ہمارے نزدیک چار ستونوں کی آدھی اینٹ کی شرکت سے عمارت پر نو آبادی والے متصرف ہوں گے مگر ہمارا ساتھی ہر ایک کا نہیں۔ دنیا جیسی ہے تو آبادی والے بھی ہیں انگریزی تھیلی کے چٹے بٹے۔

المختصر ہم نے ابھی تک پیسے والا اسپیشل ایک آنے والا نیا ٹکٹ دیکھا ہے دوسرے ٹکٹ نظر نہیں پڑے۔ جناب ہمارا وصول کی کیا ہے آنے کا تھا کا ہم نے کھینچ یا غلط صحیح ہو یا غلط۔ ہمیں تو پیسے والے ٹکٹ سے مطلب ہے جو اخبار کی قدروں اور وقت کے نیپٹ کے لیے ایجاد ہوا ہے۔ دو ٹکٹ کا تقاضا تو یہ تھا کہ ایک طرف بھلے کی تصویر کی جگہ مولانا پنچ کے روئے زیبا کا فوٹو اسمیں چھپاتے۔ بڑا قلعہ ہوا تو کیا نہ ہوگا تو کیا وزراء کے دل وہ ہو رہے ہیں اور تھوڑی دیر کے لیے شگفتہ ہو جاتے۔ اور خیال سرور کا ثواب تھا اصال بابا ہو۔ ولسرائے کے نام لکھا جاتا۔ مولانا پنچ خدا انکو سنیں بخیل نہیں وہ اسکے عوض وہ ڈبل کی رس بھری چکری اپنے دوست و غمخواروں کو کھلا دیتے۔ بس ہم ذرا دیر تو اب۔ اب بھی وقت ہے کیا معنی کہ ٹکٹوں کا مول بڑھ گیا اور لوگوں نے گوارا کر لیا۔ یہی طور استعمال کر دیا جائے اور جو قیمت کے ٹکٹ اسمیں چھپا...

جتنا حصہ عمارت کی تعمیر پر اس نے گھیر رکھا ہے وہ ایک ایک لاکھ کی قیمت پر ستونوں تا برجوں یا برجیوں کے باعثوں ہر سال بکا کرے کسی ٹکٹ میں خواہ کیا ہی ہو کسی میں سینما کے مناظر ہوں کسی میں کوئی ثواب ہو کسی میں کوئی رئیس ہو یقین ہے کہ اس طرح ٹکٹوں کی چھپائی اور کاغذ کے دام اچھی طرح نکل آئیں گے اور ہر سال کروڑ روپیہ کی رقم بھی آمدنی ہو سکے گی۔ مشرق کے نو عشکاروں کی دنیا میں قلت نہیں آج اتنی سی جگہ کے لاکھ روپیہ ایک قسم کے ٹکٹ میں بک جائیں تو کل یہی جگہ نیلام میں اونچی بولی پر چڑھا عجب نہیں کہ غیر ممالک کے متمول بنا پر ہو جائیں اور کروڑوں کی نوبت آ جائے۔ جو پیشی مال کے حصول کا خسارہ بغیر جدید ٹیکس لگائے پورا ہو سکتا ہے۔ اہل عقل کے نزدیک وائسرائے کا یہ فعل عبث ہوا جس کی علت "لہو و لعب" ہے اور کچھ نہیں ابھی خیال تو کیجیے اس حرکت کے طفیل میں اگر ایک نیا محکمہ اور بھی خاص آمدنی کا دروازہ نہ کھل جائے تو ہمارا ذمہ۔ آم کے آم گٹھلی کے دام مثل مشہور ہے۔ جہاں اندیشہ ہو کہ اس عبث حرکت پر کوئی ہمارے دوست لارڈ ارون کو یہ طعنہ دے کہ نہ ہم بنا سکے کریلیں تجارت قوم کے فرد ہو کے بیکار وقت ضائع کرتے ہیں، یہ پھر ہر روز کی لمبا ٹھڈر رہا ہے؟ راقم [illegible]

معشوق آرا بیگم بنام برہم صاحب

واہ صاحب! ماشاءاللہ تم تو بڑے منطقی نکلے۔ تم نے وزیر اعظم کے اعلان کے خوب مقدمہ کو سے ظاہر ہے تمھارا کلام باصل منطق کے مطابق معلوم ہوتا ہے یعنی تم کہتے ہو کہ خاص اختیارات یا تحفظ اختیارات کے ساتھ مرکزی آزادی محال ہے۔ اور یہ ایک دوسرے کی ضد ہیں مگر غالباً تمھیں یہ معلوم نہیں گر ضدین فراہم ہوں وجودی صفتوں سے جبکہ اجتماع محال ہے۔ جو اعلان وزیر اعظم نے ہندوستانی اصلاحات کے متعلق فرمایا ہے اس میں ایک چیز موجود ہے دوسری معدوم۔ اگر دونوں موجود ہوتیں تو بیشک ان کا اجتماع ایک ہی مقام پر محال ہوتا۔ وائسرائے صاحب خدا کے فضل سے موجود ہیں۔ انگریزوں کے اغراض جو ہندوستان کی قوم سے بہت سے موجود ہیں، خاص اختیارات وائسرائے کو نہ دیے جائیں تو اغراض مفقود ہو جائیں۔ لہٰذا اختیارات ہمیشہ موجود تھے اور ہمیشہ رہیں گے۔

تندرست مستورات اور گھرانہ کا سکھ

مستورات ایام ماہواری کی خرابی مثلاً کمی زیادتی بند ہو جانا درد آنا، ضعف، لیکوریا، شدت کا درد، سر درد، دیگر اعضا شکنی، بد ہضمی اور تبخیر کا جلنا، بیہوشی کا دورہ اور چہرہ کی جلن، بیجا غصہ علامت جاری ہونا، سر چکرانا، حمل قرار نہ پانا، گر جانا، تنفر سے دل دھڑکنا وغیرہ ہر قسم کی دیگر شکایات میں مبتلا ہو کر اپنی صحت خراب کر لیتی ہیں اور اپنے اہل بچوں کی دیکھ بھال اور امور خانہ داری کے انتظام کرنے سے قاصر ہو جاتی ہیں۔

جینے ٹون یا اکسیر ستارا

ایسی صورت کے لیے نہایت مجرب دوا قدرتی بوٹیوں سے تیار شدہ ہے مستورات استعمال کر رہی ہیں۔ قیمت فی شیشی ... علاوہ محصول ڈاک اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب ... یا

بیل رام اینڈ برادرس لاہور
سید عبدالرزاق اینڈ کمپنی حیدرآباد دکن
امیر حسن اینڈ کمپنی پوسٹ بکس ۱۵۳ کلکتہ
ایم جے سید اینڈ سنز ۲۱۳ بیگم بازار بمبئی
گرانڈ فارمیسی - ریڈ ۱۹۷ لا ٹام رنگون
سے طلب فرمائیں
(وقت خط لکھنے کے اپنا پتہ صاف لکھیں)

خواہ ان کا امیں بن گیا ہو یا خواہ صوبہ میں حکومت اور مستثنیات کی جیج لگا دی جائے بہرحال ان کی وجہ خود مختاری اور قدامت ہے۔ ان کے ساتھ جائیں ہم صفات کی مرکزی آزادی دیکھی بھی نہ جائے یہی ممکن ہے لہٰذا یہ صفت معدوم ہو اس کے بارے میں اجتماع اور عدم اجتماع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اعلان خاص اختیارات کو محدود کرتا ہے ع

از حسن خانہ تا بہ لب بام از زبان حسن

اور مرکزی آزادی کو آزاد رکھتا ہے ع

وز سقف خانہ تا بہ ثریا از زبان تو

اختیارات محدود ہو سکتے ہیں۔ آزادی کی حد کوئی نہیں۔ وہ وقت قریب ہے جبکہ اختیارات کے حدود نیشنل کانگریس توڑے گی ع

یہ سنتے ہیں کہ وہ ٹکے بھی مگر ہے
کہاں ہے کس طرف ہے اور کدھر ہے

اور میں پیشین گوئی کرتی ہوں کہ حدود معین ہو سکیں گے ان اختیارات کے متعلق جو کچھ قانون وضع کیا جائیگا اسکے تفاصیل میں ایسے ایسے جھگڑے نکلیں گے جو کبھی طے نہ ہوں گے۔ اختیارات اور حقوق میں اصطلاحی فرق ہے۔ میرے نزدیک اختیارات کی جگہ حقوق کا لفظ استعمال کرنا چاہیے تھا یعنی ہندوستان کے مالی ملکی اور انتظامی امور میں کتنا حصہ انگریزوں کے قبضے میں رہے گا اور کتنا حصہ بطور تصدق ہندوستانیوں کو دیا جائے گا۔ اور اس صدقے کے استعمال کا اہل ہند کہاں تک اپنی ذاتی رائے (کسی کا حکم نہیں) کو دخل دے سکیں گے۔

گول میز کانفرنس جیسے میں پہلے بھی کہتی ہوں تو وزیر اعظم ہی کی زبان سے اعلان کرا چکی ہے کہ وہ مہمات نا تمام اور مبہم چھوڑ کے برخاست ہوئی۔

اعلان کا خلاصہ یہی ہوا نا؟

(۱) کہ ہندوستانی حکومت کی ذمہ داری ہندوستان ہی کی گردن پر لادی جائے گی۔

اسکی تفصیل جب ہندوستان یا انگلستان کی دوسری تیسری کانفرنس میں کی جائے گی تو ہم سب سمجھ جائیں گے

(۲) جدید فیڈرل حکومت کا ڈھانچا بنایا جا



بجھنے وطن کے لیے تیار کیا جائے گا۔
کبھی یہ شبہ مجھ کو بھی ہوتا ہے؟ اس کا بھی معلوم ہوا ہے کہ کون بیزار ہے صرف بیزار بیانات کرنے گئے تھے بچوں کی طرح ۔

سوال وال دوست۔ مجھ کو کبھی لکھنے ہے کرکے ہوا ئے۔ یہ پہچے تو سبی آخر افسوس نکلا کیا؟ (۳) ہندوستان کے مختلف فرقے بچے نوجوں ہوں میں خود ہی تصفیہ کرلیں۔

کیا پھر تمہیں حاصل نہیں ہے؟ یہ سب ایسی باتیں ہیں جیسے کوئی کہے کہ صبح کو آفتاب نکلتا ہے اور شام کو غروب ہو جاتا ہے۔ پانی برستا ہے تو زمین گیلی ہو جاتی ہے۔ یہ کوئی بیمار ہوا تو طبیب کی طرف رجوع کرتی ہے۔

اسی طرح کے پھیکے بازی سے یہ اعلان دیا مال ہے کہ جھگڑا مٹانا ہے نہ مٹنے کے آثار ہیں لہذا تم جو غلط منطق بگھار کے اپنا دل خوش کرتے ہو یا میاں چرچل اور ان کے ساتھی ان اچھل پھر پھر مقرر شاعر اور صحافی ہر خواہ مخواہ شور مچا رہے ہیں بقول چرچل ہو گرویدہ ... بھی جانی کا دل نشین ... بات ادائے تھوڑی باریک ہے تو حقہ ...

امید ہے کہ ان کو ان پیاری پیاری باتوں سے دل خوش کرلیجئے گا۔ یا در ہے کہ بہت سی خیرمتی باتیں ایسی ہمارے انسانوں کو خوش کرتی ہیں۔ غزل اور ساقی کے الہام بھی کبھی فلک کی زیارت نہیں کی تھی۔ شاعرہ آگئی ہو تیاں فلک کو چھو لینے لگی۔ یا بس کان کی لوؤں تک پہنچ گئیں۔ کیسے کہاں فلک کہاں حوراں کی ہو تیاں۔ مگر نہیں دل ایسی باتوں سے بہت خوش ہوتا ہے۔ ایک دن بیٹھے ہوئے شاعر نے کہا بھائی صاحب واللہ آپ تو چلتے پھرتے بولتے چالتے چمن ہیں۔ شاعر صاحب بولے ہاں اور بھائی صاحب آپ ہیں۔ آپ چمن جاری ہیں جس سے یہ چمن سینچا جاتا ہے۔

پھر کبھی اس اعلان کے برعکس نتائج سے مجھے اختلاف ہو یا نہ ہو مگر میں یہ بہت بڑی بات سمجھتی ہوں کہ ان کے وقوع سے تھوڑے دنوں کے واسطے ہندوستان میں امن کی توقع ہے۔ اور یہ کیا اندھیر ہے کہ ہم شعار میں ملاتے ہیں ہر ادھر قوم ہی آپس کو توڑو۔ ہے میں ہندوستانیو کا بھی اس وقت ذاتی فائدہ ہی ہے کبھی یہ اعلان کے ذریعے سبزہ دیکھ کے باغ باغ ہو جاتے ہیں۔ کبھی چرچل اینڈ کمپنی کی باتوں سے نڈھال۔

میں کہتی ہوں کہ اگر اعلان ہر منطق سے مقدم ہو بھی تو اس وقت تمہیں چپ سادھ لینی چاہیے۔ ہندوستانی قوم منطق جانتی ہی نہیں اگر منطق سے واقف ہوتی تو یا چے اور اس کے جھگڑے نہ ہوتے۔ کوئی اپنا مطلب کے لیے انھیں آپس میں لڑوا نہ سکتا۔ لڑائی جھگڑا کرانے والوں کو یہ اپنا لیڈر نہ بناتے۔ یہ وجہ لڑائی کے قبل یہ خیالات فکر سے پھانک کے بے خطر تدبیر کا ذکر نا ہوتے۔ عوام الناس کی خواہش خودغرضی سے نہ بھا کہ ہم دیگر ہیں ان کے صدر حکومت پر طعن کرتی ہیں۔ ڈیڑھ سو برس تک طعن وطنز کیا تو اب کیا کروں گی۔ نہیں! میں خود قائل ہوں کہ ہندوستانیوں کے خمیر ہی میں اتحاد کی بجائے ... ہے کہ کوئی بھی کانفرنس ہو جس میں ہندوستانی شریک ہوئے وہ کبھی ایک بات پر متفق ہو سکے۔

حال ہی کا ذکر ہے کہ گاندھی جی نے چند شرطوں پر صلح کی گفتگو ختم کی ہے۔ ان معمولی سی شرطوں پر بھی تمام ہندوستانیوں کو اتفاق نہیں۔

پہلی شرط یہ رکھی گئی ہے کہ تمام سیاسی قیدی رہا کر دیے جائیں۔ سچ پوچھو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں مگر حکومت نہیں ہندوستانی پولیس اور ہندوستانی حاکم جنھوں نے ان کو قیدی بنایا ہے ہرگز اس سے اتفاق نہ کریں گے۔ کیوں؟ اس لیے کہ ان کے عہدے ہی قانون اور انصاف کے نام سے جو ظلم ان بے چارے قیدیوں کے ساتھ برتے گئے وہ کھلے جائیں گے۔ دیکھا، [illegible] میں کہہ دیا کہ آزادی کی [illegible]

دوسری شرط یہ مشہور ہے کہ تشدد سے حکومت دستکش ہو۔ غالباً حکومت کی طرف سے یہ جواب دیا جائے گا کہ تشدد ہم نے ہی کب کیا؟ یہ انتظامی امور ہیں جنھیں تم سختی کا لقب دیتے ہو۔ بے شک کہ سختی جو کچھ ہوئی وہ ہندوستانیوں کے ہاتھوں ہوئی انتظامی کل کے پرزے زیادہ ہندوستانی ہیں اور ان میں کتوں کی سی خاصیت ہے یعنی اپنی قوم کے فرد پر ضرور بھونکتے ہیں۔ ایک شخص پولیس میں ترقی کرنے کو معراج سے کم نہیں خیال کرتا۔ حکومت کی ترقی چاہتا ہے کہ اگر آج حکومت بے تنخواہ کی پولیس ملازم رکھنا چاہے تو اسٹرابتا ہے کہ دو پیسے خدمت کو لوگ موجود ہو جائیں گے۔ بس یہ خواہش بھی نالائق ہے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ بے ضابطگی اور زیادتی کی تحقیقات ہو۔ ظاہر ہے کہ وائسرائے نے تو کسی کو انگلی بھی نہیں چھوائی مار دھاڑ جیسی جو زیادتی ہوئی وہ ہندوستانی حاکموں نے کی۔ بھلا ہندوستانی کیوں گوارا کریں گے کہ یہاں کے سے چھلکے اور عہدے پر بیٹھے ہوئے اور وقت پر جواب طلب ہو۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ پولیس [illegible] مال جو ہوا اور ضبط ہے اس پر سے قانونی پابندی اٹھالی جائے۔ یہاں ہندوستانی صاحب گوارا کریں گے۔

پانچویں شرط یہ ہے ضبط شدہ جائداد بھی واپس کر دی جائے۔ یہ شرط حکومت چاہے مان لے مگر جنگی ضرورت سے جائداد لے یہ قانون جاری کیا تھا وہ [illegible] اور [illegible]

کا استعفیٰ پیش کریں۔ حضرت صاحب ہم [illegible] ہیں وہ اچھے پاؤں کا کام مثبت جواب دینا آسان بات ہے۔

چھٹی شرط یہ ہے کہ جتنے سرکاری نوکر [illegible] قوم کا ساتھ دینے کی علت میں معطوف ہوئے وہ بحال کیے جائیں۔ اس پر حکومت راضی نہ ہوگی۔ اور جن لوگوں کی تمام جبلی خودی کی وجہ سے وہ ملازم بے لطف ہے۔ سارا [illegible] [illegible] مودن عمل است کی سی سرکار کو ہاتھ آئیں گے۔

ہم بڑے صاحب! جب تو وجد تھا مصیبت آئی تو سنو کی بھیڑوں کو کیوں بھگاتے ہو۔ وزیر اعظم کا [illegible] اجتماع ضد ہی ہو سکتا ہے مگر [illegible] زبان [illegible] ہائے لوگو۔ تم نے مسلوق بیچارا کیوں چھوڑ دی۔ ارے میز مسلوق کے زندگی دشوار ہے۔ ارے مسلوق اچھی چیز ہے جس سے میں نے ایک چھوڑ تین تین سوتوں کو نکالا۔ انگریزی حکومت کو تو ایک ہی سوت سے سابقہ پڑا ہے۔ حکایت سنو۔

ان کو نواب کو نکاح کرنے کا مرض ہے۔ پھر جب انھوں نے کلکتے میں کسی عورت سے نکاح کیا تو ہم دونوں سیر کرنے کو گئے تھے وہاں مسلوق آگیا۔ اب مجھے جیسے کلکتے جانے کی تیاریاں ہو رہی تھیں مجھے پوچھا بھی کہ آخر کلکتے سے اور تم سے کیا واسطہ۔ کون سا کام ہے ہمیں تو سنوں۔ مگر وہ بھلا مجھے کیوں بتاتے وہ تیس برس سے چپ ہو رہی آخرا تھا ٹھیکا۔ میں نے اپنی خالہ زاد بہن کو جو کلکتے میں رہتی ہے خط لکھا کہ ذرا اپنے دولھا بھائی کا کھوج تو لگاؤ یہ ہر سال کلکتے کی رٹ کیوں لگ گئی۔ انھوں نے چپکے چپکے ٹوہ لگا کے سارا حال مجھے لکھ بھیجا۔ بس پھر میں نے ایک مسلوقی چال کھیلی۔ بہن کو لکھ بھیجا کہ تم کسی سے ایک جعلی خط اپنے بہنوئی کو لکھوا بھیجو اس مضمون کا کہ "آپ کی زوجہ نے ظلم کی انتہا کر دی۔ میں نے مشہد کیا اور کلکتہ کو گئیں جلدی آئیے۔" بہن نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ بیچارے نواب کو بھی پتا تو لکھا گئے۔ گھبرائے ہوئے میرے پاس آئے اور کہنے لگے میرے سفر کا سامان درست کرا دو بہت ضروری ضرورت ہے میں کلکتے جانا چاہتا ہوں۔ ابھی ابھی ڈاکٹر صاحب کا خط آیا ہے کہ جلد کا بھرت لو۔ جب تک تم ہو۔ [illegible] جلدی جلدی کی خبر کر کی [illegible] ہوں۔

یہ خبر سن کے مسلوق ہی سا سچی بات کیلیں کا انتظام کرو۔ یا بستر بندھوا یا اور کیا ہے۔ سب سامان تیار کر دیکھ کہ تم ضرور کسی نہ کسی عورت کے فراق میں سکھائے جاتے ہو۔

نواب: کچھ دیوانی ہوئی ہو کیسی عورت کیسا گھٹا۔ جھنگا نی کے تمھیں اور کچھ نہیں آتا۔

میں: اچھا اگر کوئی عورت تمھارے پاس نہیں ہے تو لکھ دو۔

یہ بھی مسلوق آرا بیگم کے بیری تین تین لکا میاں ہیں سب سے پر تین طلاق۔

میں نے ضد کی انھوں نے خیال کیا کہ کلکتے والی تو مر ہی گئی اب طلاق طلاق طلاق لکھ دینے سے کیا نقصان ہے لکھ بھی دو۔ اسے بیچے قلم اٹھا کے جو میں نے بتایا انھوں نے لکھ دیا۔ بندی نے کاغذ بڑھا اپنے قبضے میں کیا نوکروں کو آواز دی گوڑا اسباب کھول ڈالو۔

نواب: ارے دلی چھوٹ جائے گی۔

میں: نواب تم کلکتے جا کے کیا بناؤ گے۔

نواب: یہ کیسا؟

میں: نواب صاحب آپ کی معشوق خدا کے فضل سے زندہ سلامت موجود ہیں۔ وہ خط جعلی ہے۔

نواب: ارے۔

میں: ارے وارے میں کچھ نہیں جانتی۔ طلاق آج میرے پاس ہے آج رجسٹری کرا کے ڈاک سے بھیجے دیتی ہوں۔ یہ بھی میری مہربانی ہے کہ آپ کو حال سے واقف کر دیا ورنہ ادھر آپ اپنی دوسری بی بی کے پاس پہنچتے ادھر یہ خط پہنچتا اور سسرال والے وہ گت بناتے کہ صورت نہ پہچانی جاتی۔ دیکھا اسے کہتے ہیں مسلوق۔ یہ تم صاحب مسلوق پر عمل کرنے سے باز رہتی ہو تم نے اسے مسلوق شبلاوی۔ خیر اب تم بھی ہو ہم بھی ہیں دیکھا جائے گا۔

راقمہ

مسلوق آرا بیگم

بوتل پر سکھ سنچارک کمپنی متھرا کا نام دیکھکر خریدیے

انگوری منقاوں سے تیار کردہ

دراکشاسو

ایام سردی میں خاص استعمال کرنے کی چیز شیریں خوش ذائقہ ہے بہترین ہے اور جسم میں خون و گوشت بڑھاتا ہے سردی کھانسی اور جریان کو نیست و نابود کرتا ہے۔ فوراً جسم میں چستی پیدا کرتا ہے بھوک بڑھاتا ہے۔ علالت کے بعد اور بچہ ہونے کے بعد کی کمزوری کو دور کرتا ہے۔ جسم میں قوت اور چہرے پر رونق افزائی کرتا ہے۔ بیٹھنے والے اور مریض سے مستفید ہو سکتا ہے۔ قیمت بوتل کلاں عمہ خورد ۱۲ محصول بوتل کلاں ۸ خورد ۶

ایک بوتل سے زیادہ منگانے پر نزدیک کے اسٹیشن کا نام تحریر فرمایئے گا۔ ہر جگہ ادویات فروشوں کے یہاں ملے گا۔

پتہ۔ سکھ سنچارک کمپنی متھرا



ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و طلائی نسخہ جات عجائب فروشوں کے ہاتھوں اپنی کمائی کنا کر سخت مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں کفایت صحت حاصل کرنا یا سچا دواخانہ ادویات کی تلاش میں ہیں اگر آپ نامور تجربہ کار کامل الفن اور حاذق اطبا کے مشورہ سے بلا دام فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھکر دواخانہ سعید الادویہ کی فہرست طلب فرمایئے تاکہ فائدہ اٹھائیں۔ ہر قسم کی ادویہ بھی مل سکتی ہیں۔ تمام خط و کتابت صیغہ راز میں رہتی ہے۔

المشتہر

منیجر دواخانہ سعید الادویہ کٹورہ اسٹریٹ لکھنؤ

گیارھواں اڈیشن تیار ہو گیا

کتاب کام شاستر جو اٹھارہ زبانوں میں تقریباً ستر ہزار نسخے تقسیم ہو چکی ہے۔ کی اردو زبان کا گیارھواں اڈیشن تیار ہو گیا ہے اسکے مطالعہ سے اصل زندگی یاد رہے اور بہت سی خوشی اچھی اولاد پیدا کرنے کے قواعد اور دیگر بہت سی باتوں کا علم ہوتا ہے اگر دیر کریں گے تو بارھویں ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ اڈیشن صرف دس ہزار کا ہے آج ہی ایک کارڈ لکھکر مفت منگوا لیجیے۔

ملنے کا پتہ

وید شاستری۔ جام نگر کاٹھیاواڑ

[illegible]

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے جسے اور شاعری کی قابل استادی سے فائدہ اٹھایئے قیمت فی جلد [illegible] ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

نکہت بلاس

پان میں کھانے کا خوشبودار مصالحہ ہے جسکی خوشبو سے دہن معطر ہو جاتا ہے اور دل و دماغ کو فرحت پہونچتی ہے جو صاحب تمباکو نہیں استعمال فرماتے ہیں انکے واسطے اس سے بہتر پان کو خوشبودار بنانے کے لیے کوئی اور چیز نہیں ہو سکتی نکہت بلاس کی قیمت ڈبیہ کلاں فی درجن عہ اور ڈبیہ خورد فی درجن ایک روپیہ ہے۔

المشتہر

محمد سلطان محمد اکبر

تاجر تمباکو لکھنؤ

سوراجیہ مل گیا

تو بھی اسوقت تک فائدہ نہیں ہو سکتا جبتک کہ آپ خود اصول تجارت سے واقف ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑے نہ ہوں اس وجہ سے کہ غیر ملک کی طرح تجارتی میدان میں مقابلہ کریں آپ کا مقصد بزنس ہوم لمیٹڈ کا صرف ایک حصہ دس روپیہ خریدنے سے پورا ہوگا جو چند ماہ میں قابل ادا ہے۔ تمام سامان مناسب معقول منفعت طلب کرو اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے تو درخواست طلب کرو ضمانت ضروری نہیں ہے۔

بزنس ہوم لمیٹڈ بمبئی نمبر ۹

شرائط ایجنسی

(۱) ۵ روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی وی پی روانہ کی جایا کریگی۔
(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔
(۴) بحساب [illegible] فی پرچہ فروخت کریگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔
(۵) [illegible] پرچوں کے بچ جانے پر واپسی نہ لیجائیگی۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

غذائے [illegible]
معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے پیچ پیچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال سنگیت کے جو علمی پہ
اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں انہی سے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ نازیں آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایۂ ناز اس میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک ہر حال ذمہ خریدار۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ